Lesson 1: Yunus (Ayaat 1- 20): Day 3

سُوۡرَةُ یُونس کی تفسیر

اب آپ دیکھیں گے کہ آیت پانچ سے آگے کچھ نشانیوں کا تذکرہ ہے۔ہم نے دیکھا کہ پیچھے قرآن پاک اور نبی کریمؐ کے ناطے سے کچھ اعتراضات تھے۔اب یہاں سے آگے اللہ سبحانہ وتعالیٰ لوگوں کو کچھ دلائل دے رہے ہیں کہ بس نبیؐ پر تم اعتراض کر رہے ہو اور جس نبیؐ کو تم ماننا نہیں چاہتے اُسکو پہچانو۔ کس طرح سے پہچانو! اُسکی نشانیوں کے ذریعے سے۔اُسکی نشانیاں کیا ہیں؟

هُوَ الَّذِیۡ جَعَلَ الشَّمۡسَ ضِیَآءً وَّالۡقَمَرَ نُوۡرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعۡلَمُوۡا عَدَدَ السِّنِیۡنَ وَالۡحِسَابَ‌ؕ

وہی ہے جس نے سُورج کو اجیالا بنایا اور چاند کو چمک دی اور چاند کے گھٹنے بڑھنے کی منزلیں ٹھیک ٹھیک مقرر کر دیں تاکہ تم اُس سے برسوں اور تاریخوں کے حساب معلوم کرو

مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالۡحَقِّ‌ۚ

نہیں پیدا کیا اللہ نے یہ سب مگر حق کے ساتھ

یُفَصِّلُ الۡاٰیٰتِ لِقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ ﴿۵﴾

وہ اپنی نشانیوں کو کھول کھول کر پیش کر رہا ہے اُن لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں﴿۵﴾

کیا پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں تو بہت ہیں لیکن ان پر غور صرف علم والے ہی کرتے ہیں۔ آپ دیکھیئے کہ یہاں سے کچھ نشانیوں کا تذکرہ ہے۔ قرآن پاک پڑھتے ہوئے ہم اکثر پڑھتے ہیں، پہلی آیت، دوسری آیت، تیسری آیت تو اگر ہم آیات کہ اقسام نوٹ کرلیں تو یہ بات سمجھنا اور آسان

ہو جاتی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نشانیاں کتنی قسم کی ہیں۔ عموماً تین قسم کی نشانیاں یا آیات ہمیں اپنے اِرد گرد دِکھتی ہیں۔

1۔ قرآنی آیات۔ انکی تعداد 6666 ہے۔

2۔ دوسری قسم ہے کائناتی نشانیاں۔ سورج، چاند، ستارے، پھل، پھول اور اس طرح کی تمام چیزیں کہ جنہیں دیکھ کے لگتا ہے کہ واقع ہی ان کو بنانے والا "کوئی" ہے۔

3۔ تیسری آیات ہوتی ہیں "انفُس"۔ انکو آیاتِ اَنفُس کہتے ہیں۔ یہ وہ ہیں جو انسان کے اپنے اندر ہوتی ہیں۔ ہم کیسے پیدا ہوئے، ہم کہاں سے ہیں، ہاتھ پاوں، دماغ، جگر، کیسے کام کر رہے ہیں۔ تو یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہوتی ہیں۔

اَب پیچھے جو بات ہو رہی تھی "توحید" اور "شرک" کی۔ اب دنیا میں بہت سارے لوگوں میں شرک کی ایک بہت بڑی وجہ یہ ہوئی کہ لوگوں نے سورج اور چاند کو مخلوق سمجھنے کی بجائے "خالق" سمجھ لیا۔ آپکو چندر بنسی اور سورج بنسی خاندان کا تذکرہ ملے گا۔ پھر اسی طرح عرب جہاں اللہ کے نبیؐ نے پیغام دیا، وہاں بھی لوگ سورج اور چاند کے ساتھ بہت ساری کہانیاں جوڑے رکھے ہوئے تھے۔ اُن کو پوجتے تھے۔ "چڑھتے سورج کے پجاری" ہمارے ہاں یہ جملہ بہت عام ہے۔ بغیر سوچے سمجھے بولتے ہیں۔ اللہ کی نشانیوں سے وہی لوگ فائدہ اُٹھاتے ہیں جن کے دل اللہ کی طرف جُھکے ہوتے ہیں۔

ہماری عام زندگی میں کیا نشانیاں ہوتی ہیں کہ کبھی روڈ پہ سفر کریں تو آپ کو سڑک کے دونوں طرف گا ہے بگا ہے کچھ سائنز نظر آئیں گے۔ فلاں شہر ہے، اتنے میل رہ گیا، آگے سڑک ٹوٹی ہوئی ہے۔ اگر

اُس کو تصور کریں تو یہ آیت بہت ہی اچھی سمجھ آئے گی۔ جو سڑک پہ روڈ سائنز / Road Signs لگے ہوئے ہیں یہ کیا خوبصورتی کے لیئے ہوتی ہیں، سجانے کے لیئے ہوتی ہیں۔ نہیں، ایک مقصد ہے کہ اس سے کچھ انفارمیشن / معلومات لے لو۔ اسی طرح اب اس چیز کو تصور کریں کہ کوئی شخص صراطِ مستقیم پہ چل رہا ہے۔ اب اللہ نے تھوڑی تھوڑی دُور کچھ نشانیاں دی ہوئی ہیں۔ تینوں قسم کی۔ کبھی اسکی کائنات پر نظر پڑتی ہے تو وہ سمجھ جاتا ہے کہ اسکو بنانے والا ہے، میں صحیح راستے پر جا رہا ہوں۔ جس شاہراہ پہ میں جا رہا ہوں یہ مجھے اسی کی طرف لے کے جا رہی ہے جس نے یہ کائنات بنائی۔ تھوڑا اور چلتے ہیں تو قرآن کی آیتیں بھی زندگی میں آنے لگتی ہیں۔ یہ بھی اس قسم کا Indication ہے

کہ الحمدُللہ راستہ ٹھیک جا رہا ہے۔ جیسے آج کل آپ قرآن پاک سیکھ رہے ہیں تو آپکو ہر وقت یہ ضرور احساس ہوتا ہو گا کہ الحمدُللہ ہم صحیح راستے پر ہیں۔ بس اب یہ نہ ہو کہیں ہم راستے سے اتر جائیں یا راستہ بدل دیں لیکن یہ راستہ ٹھیک ہے۔ آپکو یہ فیلنگز feelings آتی ہیں کہ اب ہم اللہ کا کلام پڑھ رہے ہیں تو اس کے بعد اور کیا چیز رہ جاتی ہے جسکو ہم اللہ کی طرف آنے کے لیئے سیکھیں۔ اسی طرح ہم سب کی زندگی میں کچھ نہ کچھ ذاتی معاملات آتے ہیں۔ "اَنفُس" کا لفظ جیسے ہے۔ کبھی کوئی ایک دم مرتے مرتے بچ گیا، بیماری سے بچ گیا، نقصان ہوتے ہوئے بچ گیا۔ کبھی خوشی آ گئی یا کبھی غم آ گیا۔ یہ ساری چیزیں انسان کی زندگی میں آتی ہیں۔

لوگ اگر قرآنی آیتیں نہ بھی لائیں تو پھر بھی دو قسم کی آیتیں تو اُنہیں دِکھ رہی ہیں۔ زندگی میں حوادث بھی ہو رہے ہیں اور خوشیاں بھی ہو رہی ہیں۔ اور اسی طرح کائنات دِکھتی ہے۔ لیکن ان سے فائدہ کون اُٹھاتا ہے؟ "لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ" یعنی علم والی قوم۔ جو سمجھے گا کہ آگے جانا ہے وہی ذمہ داری

کے ساتھ گزرے گا۔میری زندگی کے اندر کوئی نا سمجھی نہیں چل سکتی، میں غیر ذمہ دار شخص نہیں ہوں۔مجھے اللہ تعالیٰ نے صرف ان آیتوں کو دیکھ کر خوش ہونے کا نہیں کہا۔یہ کوئی ڈیکوریشن پیس نہیں ہے بلکہ ان کے ذریعے سے میں نے مالک کو پہچاننا ہے۔

اب ہم دیکھیں کی یہاں اس آیت میں سورج اور چاند کی بات ہو گئی۔سورج کے ساتھ "ضیاء" کا لفظ آیا ہے۔ضیاء کا لفظ ہم اردو میں بھی بولتے ہیں۔"ضوء" سے ہے۔ض وء اسکا روٹ ورڈ ہے۔تیز روشنی کو کہتے ہیں۔قوی اور تیز روشنی۔اس کے برعکس نور تھوڑا ٹھنڈا بھی ہوتا ہے اور دَبا ہوا بھی ہوتا ہے۔یعنی اس کے اندر ایک دم وہ جوش نہیں ہوتا جو ضیاء کے اندر آتا ہے۔

ہم سب اپنی آنکھوں سے سورج اور چاند کی صفات دیکھتے ہیں کہ جب سورج چمکتا ہے تو چاند چاہے موجود بھی ہو تو روشنی کم ہو جاتی ہے۔لیکن جب سورج چلا جاتا ہے تو پھر آسمان پر چاند ہی ایک ایسا نشان دِکھتا ہے جسکی وجہ سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کی ذات ہے جس نے اس کائنات کو بنایا ہے۔

اگر غور کریں کہ اس میں کیا خوبیاں ہیں۔پہلے تو آپ دیکھیں کہ سورج اور چاند یہ دو Indicators ہیں۔کس چیز کے؟ کہ سورج چڑھ گیا ہے، کھلی روشنی آگئی، ضیاء ہو گئی، اُٹھو کام کرو۔سورۃ نباء میں بھی آتا ہے کہ "ہم نے تمہارے لیئے دن کو کیا بنایا، چمکتا ہو بنایا۔اور رات کو کیا بنایا، تمہارے لیئے سکون کی علامت ہے۔چاند کیا ہے؟ ایک قسم کا ہائی لیمپ ہے۔اللہ تعالیٰ مدہم کر دیتے ہیں۔ڈِمر کے ذریعے روشنی کم کر دی تا کہ رات تمہیں صرف سونے کے لیئے ہلکی سی روشنی چاہیئے تو چلو رکھو۔لیکن دن میں جاگتے رہو۔کتنے لوگ ہیں جو اس اصول پر کام کر رہے ہیں۔

اسی طرح سے سورۃ مزمل میں اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ کو کہتے ہیں اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبۡحًا طَوِيۡلًاؕ دوسری چیز جو اس سے سمجھ آتی ہے وہ کیا ہے، کہ سورج اور چاند کا کوئی مالک ہے۔ یہ اپنی مرضی سے آ جا نہیں سکتے تو کیا یہ ممکن ہے کہ میرا کوئی مالک نہ ہو۔ اگر یہ بااختیار مخلوق نہیں تو میں کیسے بااختیار ہو گیا۔ پھر اسکے بعد دیکھیے کہ سورج بھی ڈوبتا ہے تو اللہ کی طرف جاتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب سورج دنیا کے کسی حصے سے ڈوب جاتا ہے تو وہ اللہ کے عرش کے سامنے جا کے سجدے میں چلا جاتا ہے۔ اسی طرح چاند اور سورج کا جو آخری ٹھکانہ ہے وہ اللہ کی ذات کے پاس جا کے جُھک جاتے ہیں۔ تو کیا میں اپنی زندگی کو اللہ کے آگے جُھکنے سے دور رکھ لوں۔

پھر ایک اور چیز ہے اور وہ کیا کہ دونوں بامقصد ہیں۔ بلکہ اگلی جو بھی چیزیں آئیں گی وہ بامقصد ہیں۔ تو کیا میں بے مقصد رہوں۔ کیا میری زندگی دنیا میں صرف کھانے پینے کے لئیے رہے۔ لوگوں نے ان چیزوں سے فائدہ لینے کی بجائے شرک شروع کر دیا۔ اور وہ کیا تھا کہ اُنہوں نے انکو خیر و شر کا مالک سمجھ لیا۔ چڑھتے سورج اور ڈوبتے سورج کی باتیں شروع کر دیں۔ بچہ پیدا ہوا تو ستارے کس دور میں تھے، ستارے گردش میں تھے۔ آج چاروں طرف اس سے بہت بڑا شرک پھیلا ہو دِکھتا ہے۔ یہ سُنبلہ ہے، یہ حوت ہے، یہ حمل ہے، یہ فلاں ہے یہ فلاں ہے اور اسی طرح پوری ہاروسکوپ بنالی۔ کسی نبی کی تعلیم میں ایسی کوئی چیز نہیں ملے گی۔ آپکو ایسے نام "پے گن" کلچر میں ملیں گے۔ مشرکانہ کلچر میں ملیں گے۔ جنم جنتری، زائچہ، نجومی، ہاتھ دیکھ کر کچھ کرنا۔ یہ ساری چیزیں سورج اور چاند کے ذریعے شرک پھیلانے والی کیفیات ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ تمہارا مبارک پتھر کانسا ہے، تمہارا مبارک رنگ کون سا ہے۔ یہ چیزیں بھی جا کے ستاروں کی چال ہی سے جُڑ جاتی ہیں۔ انگلش میں ایسے کئی لفظ ہیں

مثلاdisaster۔اسکو اگر دیکھیں تو یہ دو لفظوں کا مجموعہ ہے۔dis & aster۔"dis کہتے ہیں "خلاف"، جیسےdisconnectہونا۔ASTER ستارے کو کہتے ہیں۔اسکا مطلب یہ ہے ستارے میرے خلاف ہیں۔اسی طرح انگلش زبان میں بڑا معروف جملہ ہے، کہتے ہیں "I thank my lucky star۔نعوذُباللہ یعنی میں اپنے لکی سٹار کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔انکو کوئی بھی خبر ملے تو منہ سے ایسی باتیں بولتے ہیں۔تو یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ کہتے ہیں وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ ہم نے اسکی منزلیں مقرر کی ہیں۔کبھی وہ چھوٹا ہوتا ہے پھر بڑا ہو جاتا ہے۔پھر کبھی ایک طرف نکل آتا ہے اور کبھی دوسری طرف نکل آتا ہے۔بعض نے اس سے وہ بارہ برجوں کا بھی ذکر کیا ہے جو ہمیں ان کے ناطے سے ملتے ہیں۔لیکن ان سب سے اپنی قسمت کا حال معلوم کرنا یا قسمت سے اِدھر اُدھر کر لینا، اس کا کوئی تعلق نہیں۔

قَدَّرَهٗ کا لفظ "قدرہ" سے ہے۔تقدیر کا لفظ بھی اسی سے ہے۔اسکا مطلب زمانہ یا مکان یا صفات کے اعتبار سے کسی چیز کا اندازہ کرنا۔یعنی زمانے کے اعتبار سے یہ کام کب ہو گا۔پھر اسی طرح کہاں، کتنا ہو گا، اچھا ہو گا کہ بُرا ہو گا۔ان سارے اندازوں کوguess کرنے کا نام "تقدیر" ہے۔پھر آگے آپ دیکھئے منازل کا جو لفظ ہے یہ منزل کی جمع ہے۔اس کا اصلی معنی "جائے نزول" ہوتا ہے۔جہاں پہ انسان رک جائے، ہم کہتے ہیں منزل آگئی۔تو نزلہ، انزلُ، انزال یا منزل یہ سارے کیا ہیں "اُترنے کی جگہ"۔ نُزولً مہمان نوازی کو کہتے ہیں۔کیونکہ جب کوئی کسی کے گھر تھوڑی دیر ٹھہرتا ہے تو اس کے لیئے یہ لفظ آتا ہے۔تو ایسے لگتا ہے کہ چاند ایک جگہ سے گزر کے دوسری جگہ چلا جاتا ہے۔

ہم سب جانتے ہیں کہ چاند کی گردش کی وجہ سے 29 یا 30 دن میں چاند کی کیفیات مختلف ہوتی ہیں۔ تاریخ بدلتی ہے۔ پھر بیچ میں ایک دن چاند غائب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سورج کا پورا دور ایک سال کا ہے۔ یہ سب کچھ کیا خود ہی ہو رہا ہے۔ کیا ان ساری چیزوں کو چلانے والا کوئی پیچھے ہے؟ بالکل ہے۔ لھٰذا اِن ساری چیزوں کو دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کس طریقے سے اللہ تعالیٰ manage کر رہے ہیں۔ قَدَّرَهٗ یہاں ایک چھاٹا سا عربی زبان کا اسلوب دِکھ رہا ہے۔ آگے ایک لفظ آرہا ہے "منازل"۔ منزل کی جمع ہے لیکن قَدَّرَهٗ میں "ہٗ" واحد ہے۔ حالانکہ یہاں ہونا چاہئیے تھا "قَدَّرَہُم منازِلَ" جمع ہے تو اِدھر واحد کے ساتھ جمع کی بات کیوں آرہی ہے، یہ عربی زبان کے محاورے ہیں۔ انکا اپنا حسن ہوتا ہے۔ انکی بہت زیادہ تفصیل نہ بھی بتائی جائے تو کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن ہم سب کے لیئے قابلِ غور چیز کیا ہے کہ کیا ہم چیزوں سے کوئی مقصد حاصل کرتے ہیں؟ پھر فرمایا

مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ (یہ حق ہے، مقصد پر غور کرو)

سورۃ انعام کی آیت 73 میں بھی یہی بات ہو رہی ہے کہ یُفصِلُ۔۔ وہی ہے جس نے آسمان وزمین کو برحق پیدا کیا ہے اور جس دن وہ کہے گا کہ حشر ہو جائے اسی دن وہ ہو جائے گا اس کا ارشاد عین حق ہے اور جس روز صور پھونکا جائیگا اس روز پادشاہی اُسی کی ہو گی، وہ غیب اور شہادت ہر چیز کا عالم ہے اور دانا اور باخبر ہے ﴿۷۳﴾۔ وہ کھول کر بیان کر رہا ہے اُس قوم کے لیئے جو علم حاصل کرتی ہے۔ اب اگلی ایک اور نشانی کا تذکرہ ہے

اِنَّ فِي اخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ --بے شک رات اور دن کے آنے جانے میں؛

پیچھے بھی یہ آیت گزر چکی۔ اخۡتِلَاف کا لفظ "خلف" سے ہے۔ ایک آتا ہے تو دوسرا جاتا ہے۔ یہ وہ اختلاف نہیں ہیں جو عموماً ہمارے لوگوں کے ہوتے ہیں۔ اختلاف کا مطلب یہی ہے کہ جس طرح آپ میں اور مجھ میں ہے۔ آپ کا رُخ اس دیوار کی طرف ہے اور میرا آپکی طرف۔ یہ اختلاف ہوتا ہے، ایک آتا ہے اور ایک جاتا ہے۔ رات آتی ہے تو دن چلا جاتا ہے۔ دن جاتا ہے تو رات ہوتی ہے۔ دن عموماً گرم ہوتا ہے اور رات ٹھنڈی ہوتی ہے۔ دن لمبا ہوتا جائے تو رات چھوٹی ہوتی جاتی ہے۔ یہ ہے

اخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّتَّقُوۡنَ ﴿٦﴾

اور جو کچھ پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین میں بے شک اس میں نشانیاں ہیں اُس قوم کے لیئے جو تقویٰ اختیار کرتی ہے۔

اب یہاں دو باتیں قابلِ غور ہیں۔ پہلا ہے رات اور دن کا فرق۔ اس پر بھی ہم غور کر سکتے ہیں کہ کیا ہر رات کے بعد صُبح ہوتی ہے۔ تو جان لیں کہ غموں کی بھی صُبح ہو گی۔ دن "اُمید" کی علامت ہے۔ پُر اُمید رہو۔ رات کو اگر مایوسی کی علامت سمجھا جائے ہر غم کے بعد خوشی ہی آئے گی۔ اور اگر آج بہت خوش ہیں، اللہ نے مال و دولت، اولاد سب کچھ دیا ہے تو اس پر فخر نہ کریں۔ کیونکہ ہر دن کے بعد رات بھی آتی ہے۔ اگر آج اللہ نے کوئی نعمت دی ہے تو اس کی قدر کریں۔ ایسا نہ ہو کہ کل وہ نعمت آپ سے چھِن جائے۔

پھر اسی طرح ایک اور چیز پتا چلتی ہے اور وہ کیا کہ نیکی اور بدی برابر نہیں ہے، اللہ کی ناراضی اور خوشی برابر نہیں ہے۔۔ جیسے رات اور دن برابر نہیں ہو سکتے۔ ایک روشنی ہے تو ایک اندھیرا ہے۔ اگر ربّ

کو ناراض کیا تو کیا جنت میں داخل ہو سکتے ہیں۔ پھر دوسری چیز جو بڑی دلچسپ کہ پچھلی آیت کے آخر میں آیا تھا "لِقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ "علم والی قوم"۔ یہاں آرہا ہے لِّقَوۡمٍ يَّتَّقُوۡنَ "جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ جو متقی ہیں۔ ادھر ایک قابلِ غور نقطہ ہے کہ جب رات اور دن کی بات ہوئی تو تقویٰ کی بات آگئی، متقی ہونے کی بات آگئی اور جب سورج چاند کی بات ہوئی تو علم کی بات تھی۔

اِس کا کیا فرق ہے؟ آپ دیکھیں کہ جب ہم گھر میں قرآن پڑھ رہے ہوتے ہیں تو کیا اتنی باریکیوں سے الفاظ پر غور کرتے ہیں۔ اتنی دیر میں تو ہم چار رکوع پڑھ لیتے ہیں، جتنی دیر میں ہم نے دو آیتیں نہیں کیں۔ تو دونوں چیزوں کے اندر فرق ہے۔ آپ جس طرح بھی سمجھیں گے تو اس کے different angles نظر آئیں گے۔ کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو ظاہری علم سے سمجھ آجاتی ہیں۔ سورۃ توبہ کی آخری آیتوں کو دیکھیں جو ہم نے پڑھی تھیں کہ کچھ لوگ علم کے درجے پر علم حاصل کر رہے ہوتے ہیں۔ Information کے نام پہ خبریں سن رہے ہوتے ہیں۔ انکے لیے دین بھی خبر نامہ ہوتا ہے۔ نماز پڑھو، روزہ رکھو، حج۔ یہ سب خبر نامہ تھا۔ کچھ چیزیں خبر رکھنے تک سمجھ آجاتی ہیں لیکن کائنات کے کچھ ایسے راز ہیں جس کے لیے تقویٰ کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک ہی چیز ہے کہ ایک انسان ایک جگہ سے گزرتا ہے تو اُسے کوئی بات ہی سمجھ نہیں آتی اور کوئی دوسرا اُسی جگہ سے گزرتا ہے تو دس باتیں سیکھتا ہے۔ ایک بندہ ہو اُسے کوئی گندگی نظر نہیں آتی، دوسرا وہاں سے گزرتا ہے تو دس چیزیں دِکھتی ہیں۔ فرق ہے نا! تو گہری سمجھ کا فرق ہے سطحی نظر کا فرق ہے۔ Science کھول لیں، وہ آپکو بتادیگی سورج اور چاند یہ ہیں، اور رات اور دن اس وجہ سے بنتے ہیں۔ یہ ایک سطحی سوچ ہوگی۔ آج کا بڑا بوجھ سائنس بھی ہے کہ جب سورج رات کو ڈوب جاتا ہے تو وہ عرش میں اللہ کے آگے سجدے میں چلا جاتا

ہے۔ یہ تو ہمیں حدیث سے پتہ چلتا ہے۔ لیکن جو لوگ سائنس پڑھتے ہیں وہ کہیں گے کہ نہیں! یہ تو امریکہ سے نکلتا ہے اتنی دیر میں جب اِدھر سے چُھپتا ہے تو ایشیا کی طرف نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔ اب سائنس اس سے contradict کر رہی ہے۔ سائنس سے کچھ حقائق کا پتہ چل جاتا ہے لیکن ساری باتیں نہیں پتہ چلتیں۔ اسکے لیے تقویٰ کی ضرورت ہے اور ہر بات کو آپ جمع، تفریق سے بھی نہیں سمجھ سکتے۔ اسکے لیے معرفت کی ضرورت ہے۔ ہمیں غور و فکر کی عادت ہونی چاہئیے۔

اگر آپ واقعی ہی اللہ تعالیٰ کا قرب لینا چاہتے ہیں تو ہر چیز پہ سوچنا شروع کر دیں۔ غور کرنا شروع کر دیں۔ آپ دیکھیں گے کہ اِنشاءاللہ بہت سارے راز کُھلنے لگیں گے۔ جتنا آپکا concern زیادہ ہے، آپکی observation تیز ہے، اتنا اللہ تعالیٰ آپکے سینے کو کھول دے گا۔ اور اس کے لیے تقویٰ کی بہت ضرورت ہے۔

اب اگلی 7 اور 8 آیات کا موضوع ایک ہی ہے۔ فرمایا!

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

البتہ وہ لوگ جو نہیں اُمید رکھتے ہم سے ملاقات کی اور دنیا کی زندگی میں ہی خوش ہیں

وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا --اور اسی کے ساتھ مطمئن ہو گئے۔۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَۙ﴿۷﴾ اور وہ ہماری آیتوں سے غافل ہیں۔

یہ آج کے انسان کی تصویر کشی ہے۔ دُنیا میں اتنے کھو گئے کہ کائنات پہ غور ہی نہیں کیا۔ اب اگر کوئی ایک جگہ پہ مطمئن ہو جائے مثلاً آپ ایک گھر میں رہتے ہیں۔ آپ مطمئن ہیں، کہتے ہیں کہ یہ گھر

میرے لیے sufficient ہے۔ اس گھر کی چیزیں میرے لیے بہت ہیں، تو اسکے بعد آپ کسی بڑے گھر کے لیے سوچیں گے، یا آپ پاکستان میں رہتے ہیں۔ آپ وہاں ہر لحاظ سے مطمئن ہیں، کوئی فکر نہیں تو کیا آپ پاکستان سے باہر جانے کی کوشش کریں گے، کوئی تیاری، کوئی ویزا، پاسپورٹ، نہیں کریں گے۔ بالکل اسی طرح اس دنیا میں اتنی خوشی، اتنا اطمینان محسوس کر لینا کہ جو بھی لینا ہے اِدھر ہی لے لو، سب کچھ اِدھر ہی مل جائے۔ ہم بڑے خوش ہیں تو نتیجہ کیا ہو گا ہم آخرت کی تیاری نہیں کریں گے۔

آپ کہیں جاتے ہیں، آپکی زندگی میں کوئی دوسرا مرحلہ آتا ہے تو کیا اچانک آجاتا ہے؟ تیاری ہوتی ہے۔ ایک بچی کی شادی دیکھ لیں۔ کتنے مہینے لگتے ہیں، بعض دفعہ مائیں سالہا سال تیاری کرتی ہیں پھر بچی اُٹھ کے دوسرے گھر میں جاتی ہے۔ جب ایک جگہ دل لگ جاتا ہے تو انسان دوسری جگہ جانے کے خواب دیکھنا چھوڑ دیتا ہے۔ یہاں بھی ایسے ہی غافل لوگوں کی کہانی ہے کہ انکو اللہ سے ملاقات کی اُمید ہی نہیں کیوں کہ دنیا والوں کی ملاقاتیں ہی بہت ہیں وَرَضُوۡا بِالۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وہ دنیا میں خوشیاں منا رہے ہیں، کھا رہے ہیں، پی رہے ہیں، بناتے ہیں، سجاتے ہیں اور بہت ہی مطمئن ہیں۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ گھر بن گیا، صوفے بھی آرڈر ہو گئے، ڈنر سیٹ بھی آنے والے ہیں۔ ماشاءاللہ House warming party کا بھی انتظام ہو گیا۔ زندگی میں کوئی کمی نہیں۔ شادی تھی، وہ بھی ہو گئی۔ اللہ نے بیٹا، بیٹی بھی دے دیئے۔ وَاطۡمَاَنُّوۡا بِهَا کل تک چھوٹی گاڑی تھی، آج وہ بھی بڑی مل گئی۔ اپنی زندگی میں بہت خوش ہیں وَالَّذِيۡنَ هُمۡ عَنۡ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوۡنَۙ ﴿۷﴾۔

مگر وہ اللہ کی آیتوں سے غافل ہیں۔ کیا انجام ہے ایسے لوگوں کا

أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمُ النَّارُ---یہ وہی ہیں جن کا ٹھکانہ آگ ہے۔

بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٨﴾ بوجہ اسکے کہ جو وہ عمل کرتے ہیں۔

یہاں بات ہوئی ہے غفلت کی تو مجھے کل کا ایک واقعہ یاد آ گیا۔ مغرب اور عشاء کے بعد کی بات ہے۔ جیسے آجکل جلدی اندھیرا چھا جاتا ہے۔ شام کو سردی بھی کافی ہوتی ہے۔ تو میں گھر میں تھی۔ ڈور بیل بجی۔ میرے ساتھ ایک باجی ہوتی ہیں، اُنہوں نے دروازہ کھولا۔ میں ایسی جگہ کھڑی تھی کہ جہاں سے مجھے باہر دِکھ رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک گاڑی رُکی ہے اور اس میں سے کافی عُمر کا couple نکلا۔ مُجھے لگا کہ شائد کسی کے گھر کا پتہ پوچھ رہے ہیں۔ میں expect کر رہی تھی کہ باجی ابھی 1 یا 2 سیکنڈ میں واپس آ جائیں گی۔ لیکن اُنکو دس پندرہ منٹ لگ گئے۔ جب اندر آئیں تو مُجھے کہنے لگیں کہ آپکو پتہ ہے کون تھا دروازے پر۔ یہ دیکھیں مُجھے یہ دے کر گئے ہیں۔ اُنکے ہاتھ میں اچھی خاصی دو خوبصورت کتابیں تھیں۔ وہ Christianity کی تبلیغ کر رہے تھے۔ یقین کریں کہ 70 سے 80 سال کے وہ لوگ تھے۔ اور کہتی ہیں کہ یہ ہر 15 دن میں ایک دفعہ آتے ہیں۔ میں نے کہا اس وقت تو ہمارے لوگ سو رہے ہونگے۔ اور واقعی ہی ہمارے لوگ سو رہے ہیں۔ یہ اُمت تو سو رہی ہے۔ ہم تو گرم بستروں سے نکلنے کو تیار نہیں۔ باجی نے کہا کہ عام طور پر یہ لوگ اس وقت نہیں آتے، یہ لوگوں کا خیال رکھتے ہیں کہ رات کے وقت اُنہیں تنگ نہ کریں لیکن دن کے وقت جو لوگ گھر نہیں ہوتے یہ اُن کے گھروں کے نمبر نوٹ کر لیتے ہی۔ اس لیئے اس وقت آتے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا انکو پتہ ہے کہ یہ مسلمانوں کا گھر ہے۔ کہنے لگیں انکو پتا ہوتا ہے لیکن انہیں جہاں موقع ملے یہ ہر گھر میں جاتے ہیں۔ تو اُس وقت میرے دل میں ایک ہوک اُٹھی کہ ہماری اُمت تو اس وقت سو رہی ہو گی۔ اس وقت، اتنے

temperatureمیں کون باہر نکلے گا کہ چلو جاکے کسی کو قرآن کی کوئی بات سُنادیں۔ کہنے لگیں کہ وہ اندر آنا چاہتے تھے کہ تمہیں اپنی بائبل کھول کر دکھاتا ہوں۔ یہ لوگ ایسے ہی نہیں آتے۔ اسلام کی آیتیں سیکھ کر آتے ہیں۔ تو اصل بات کیا ہے کہ جب مسلمان رَضُوۡا بِالۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ہو جاتے ہیں۔ اُنکو اس زندگی کے غم، رونے، خوشیاں، کھانے، پینے رہتے ہیں وَالَّذِيۡنَ هُمۡ عَنۡ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوۡنَۙ "وہ اللہ کی آیتوں سے غافل رہتے ہیں۔ آج کا مسلمان غافل ہے۔ تینوں قسم کی آیتوں سے غافل ہے۔ قرآن سے غافل، کائنات سے غافل، اَنفُس کی ایتوں سے غافل۔ اللہ تعالیٰ یہ غفلت کے پردے چاک کر دے (آمین)

کہیں گے کہ یہ تو بد اخلاقی ہے کہ لوگوں کے دروازے کھٹکھٹاؤ۔ ان لوگوں نے اللہ کے راستے میں اپنی زندگیاں devote کی ہوتی ہیں۔ یہ کتنی بدبختی ہے کہ "لَا يَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا" اللہ سے ملاقات کی اُمید ہی ہو جاتی تو انسان تھوڑی تھوڑی تیاری شروع کر چکا ہوتا۔ آپ میں سے اگر کسی کو صرف یہ اُمید ہو جائے کہ پاکستان جاؤنگی تو دوماہ پہلے کلاس لینا چھوڑ دیتے ہیں۔ میں کتنے ایسے لوگوں کو جانتی ہوں جو صرف اس لئے کورس جوائن نہیں کرتے کہ دوماہ بعد پاکستان جانا ہے، اب واپس آکے شروع کریں گے۔ ماشاءاللہ 11 پارے ہو گئے ابھی تک واپس نہیں آئے۔

کہیں جانا ہو تو بندے کی تیاریاں بتارہی ہوتی ہیں کہ اسکو جانا ہے۔ یہ کوشش کر رہا ہے اور اگر نہیں ہے تو پھر بس اطمینان ہے۔ اللہُ اکبر اور اطمینان کی زندگی، پھر کیا زندگی ہے کہ جس کے بعد ایک ایسا بُرا انجام ہو کہ

اُولٰٓـئِكَ مَاۡوٰٮهُمُ النَّارُ -- یہ ہیں وہ لوگ جنکا ٹھکانہ آگ ہے"

كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٨﴾ اسکی وجہ سے جو وہ کمائیاں کرتے تھے۔ جو انکی باتیں تھیں۔

جب انسان قرآن کی طرف آتا ہے تو اسکے اندر تبدیلیاں آنے لگتی ہیں۔ دنیا ایک دم بے وقعت لگتی ہے۔ آپ کہتے ہیں میرے دس منٹ بھی ضائع نہ ہوں، میں اس میں بھی کچھ پڑھ، سُن لوں۔ جسکا فائدہ دوسروں کو ہو گا۔ کتنے لوگ ہیں جو اپنے ملک کو چھوڑ کر غیر مسلم ملکوں میں رہتے ہیں۔ اُسکی کیا وجہ ہے؟ اُنکی کوششوں کا رُخ بدل جاتا ہے۔ کہ ساری آسائشیں ملیں، دنیا جنت بن جائے تو یاد رکھیں کی جنت اس globe پر نہیں ہے۔ آپ جتنی بھی technology استعمال کر لیں، دنیا میں کوئی ایسا سیارہ ایجاد نہیں ہوا جہاں "جنت" ہے۔ اللہ نے اس کو چھپا کر رکھ دیا، تو اس کو پانے کی کوشش کرنی ہو گی۔ اور وہ کیسے ہو سکتی ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ" بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل صالح کرتے رہے۔ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ انکا رب انکو انکے ایمان کی وجہ سے راستے دکھاتا ہے۔ سبحان اللہ۔ انکو کسی اور سے نہیں پوچھنا پڑتا، اُن کا رب خود انکو راستے دکھاتا ہے۔ انکا اپنا ایک navigator بن جاتا ہے جو انہیں اللہ کی رضا کی طرف لے جاتا ہے۔ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٩﴾ ان نعمتوں والی جنت میں جنکے نیچے نہریں بہتی ہو نگی۔ سبحان اللہ۔

ان آیتوں میں آپ دیکھیں جو بات ہے وہ کیا ہے "يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ" انکا رب انکو راستہ دکھاتا ہے۔ کس وجہ سے راستہ دکھاتا ہے "بِاِيْمَانِهِمْ" یہ ایک بڑا خوبصورت سا combination ہے۔ جب ایمان اندر آتا ہے تو رب راستے دکھانے لگ جاتا ہے۔ آپ کہہ سکتے ہیں جب اندر طلب اور تڑپ پیدا ہوتی ہے تو نیکی کے مواقع دکھائی دینے لگتے ہیں۔ جنکو سوچ کر انسان حیران رہ جاتا ہے کہ کل تک یہ بات نہیں تھی۔ اللہ نے آپ کو قرآن سے جوڑ دیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور جنکو تڑپ نہیں اُنہیں یہ راستہ

دکھائی ہی نہیں دیتا۔ وجہ کیا ہے کہ بِإِيْمَانِهِمْ ، طلب ہی نہیں۔ اللہ بغیر چاہت کے یہ چیز نہیں دیتا۔ اللہ کی ذات بندے کی طلب دیکھتی ہے۔ دینا پرستوں کے مقابلے میں یہ وہ گروہ ہے جو دولتِ ایمان سے مالا مال ہے۔ جنھوں نے اپنی زندگی کے دامن کو اعمال، صالح کے رنگین اور مہکتے ہوئے پھولوں سے مہکار کھا ہے۔۔ ایمان کا چراغ روشن کر کے کوئی مسافر اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو جائے تو اللہ اسے "توفیقِ ربّانی" دیتا ہے۔ پھر، طوفان آئے، آندھیاں آئیں، کچھ بھی رکاوٹ آئے، انکے ایمان کا چراغ نہیں بجھتا۔ تو پہلی بات "يَهْدِيهِمْ بِإِيْمَانِهِمْ ، کی کہ رب ان کے لئے نیکیوں کے راستے آسان کر دیتا ہے۔ اسکی ایک دوسری تفسیر بھی ہے اور وہ کیا ہے کہ قبر میں راہنمائی کرے گا۔ صحیح احادیث سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ قبر میں 3 سوال ہر ایک سے پوچھے جائیں گے۔ "مَن رَّبُكہ" "مَن رسُولُ کہ" "مادِیْنُک"۔ تیرا رب کون ہے؟ تیرا رسول کون ہے؟ تیرا دین کیا تھا؟۔ کہنے کو تو یہ بڑے آسان ہیں۔ لیکن وہاں اتنی وحشت ہوگی۔ منکر اور نکیر بلکل دوا جنبی مخلوقات ہیں، تو ایسے وقت میں يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيْمَانِهِمْ ۔ اللہ ان سوالوں کا صحیح جواب سمجھائے گا۔ آپ اگر کبھی پرچہ دینے جائیں،۔ پرچہ دیکھتے ہی آپ خوش ہو گئے۔ سارے سوالات آتے تھے، کرنے لگے تو سب دماغ سے چلا گیا۔ اللہ ابھی راستہ نہیں دکھا رہا۔ جب بندے کو قبر میں سوال جواب پیش کیئے جائیں گے اللہ اسکی ساری گھبراہٹ دور کر دیگا۔

اسی طرح اسکا تیسرا مفہوم کیا ہے کہ پُل صراط پر رہنمائی کریگا اور جہنم سے بچا کر جنت میں لے جائے گا۔ ہم کوشش کریں گے، اللہ ہمیں راستے دکھانے کو تیار ہے۔ راستہ اُسی کو بتایا جاتا ہے جو پوچھنا چاہتا

ہے۔اگر آپ کہیں باہر کھڑے ہو کے ہر آنے جانے والے سے کہیں کہ یہاں قرآن کی کلاس ہو رہی ہے، آجائیں۔کچھ لوگ تو آپکی بات سُنیں گے ہی نہیں اور کچھ کہیں گے "ہمیں جلدی ہے"۔

آپ کس کو بتائیں؟جو پوچھے۔تو اللہ کی ذات وہ ہے جو بندے کو راستہ دکھا کر اس طرح جنت کی طرف لے جاتی ہے کہ انسان حیران و پریشان رہ جاتا ہے۔

دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ۔۔جنت کی بہاروں کو دیکھ کر انکی صدا ہو گی کہ پاک ہے تو اے اللہ!

وَ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ اور انکی دُعا یہ ہو گی کہ سلامتی ہو

وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰﴾ اور انکی آخری پکار یہ ہو گی کہ ساری تعریفیں اللہ کے لیئے ہیں جو کمال کے اعلیٰ مرتبوں پر فائز ہے۔جو سب جہانوں کا رب ہے۔

اب منزلِ مقصود پر پہنچ کر جو سچی مسرت اور روحانی خوشی ملتی ہے اور پھر اسکے اظہار کے لیئے جو الفاظ زبان سے نکلیں گے اُس کا تذکرہ ہے۔Imagine کریں کہ ایک انسان لمبا سفر طے کر کے گھر پہنچا، تھکان ہے، دو دو دن سو رہے ہیں لیکن منزل پہ پہنچ کے relax ہیں۔اب ایک بندہ ساری زندگی محنتیں کرتا ہے، اللہ کو راضی کرتا ہے۔کوشش کرتا ہے کہ کچھ ہو جائے، ایک کام صحیح ہوا تو دوسرا خراب، ایک پراجیکٹ کی خوشی ملی تو دوسرے کی بُری خبر مل گئی۔اب کیا ہو؟

" يٰاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ "جنت میں داخل ہو گیا ایمان والا اور وہاں جا کے دیکھتا ہے اور کیا بولتا ہے "سبحانک اللھمَ" یہ جملہ ہم نے تو پڑھا تھا اس لیئے کہ ایک ایک لفظ پہ نیکیاں ملیں گی۔عموماً ہم دنیا میں بیٹی، بیٹوں کے رشتوں کے لیئے یا کسی بھی کام کے لیئے وظیفہ، یا تسبیح کرتے ہیں تو دنیا کی جزا یا

لیتے ہیں۔اب سوال یہ ہے کہ جنتی جب جنت میں "سبحان اللہ"" اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ " کہیں گے تو اُنکو کیا ملے گا۔سوال واضع ہے کہ دنیا میں توشوق سے " اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ " کر رہے تھے کہ جنت میں درخت لگیں گے۔حدیث ہے کہ دو کلمے جو زبان پہ بڑے ہلکے ہیں لیکن نامہ اعمال میں بڑے بھاری ہونگے۔جو رحمٰن کو بڑے پیارے ہیں۔"سبحان اللہ وبحمدِہٖ سبحان اللہَ العظیم "۔ ایک دفعہ پڑھنے سے جنت میں ایک درخت لگتا ہے۔اب جو جنت میں جاکے یہ سب کریں گے انکو کیا ملے گا؟اس سے دو تین باتیں پتہ چلتی ہیں۔

1۔یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دل کی خوشی سے اللہ کی تعریف کی تھی۔کسی فضیلت کو پانے کے لیے نہیں۔اس کے بعد کہتے تھے،ہم نے تو pay کر دیا ہے۔پتہ نہیں اللہ کب یہ کام کرے گا۔اللہ کے ذکر میں انہیں مزا آتا تھا۔اگر آسمان پر ایک دم نظر پڑے تو بے اختیار منہ سے "سبحان اللہ "نکلتا ہے۔ بندہ مومن جب اللہ کی کائنات کو دیکھتا ہے تو محبت میں "سبحان اللہ "کہتا ہے تو یہاں اللہ تعالیٰ نے دعا کے رنگ میں نہیں بلکہ انکے دل کے جذبات کے اظہار کی بات کی ہے۔یہ معرفت کے درجے ہوتے ہیں۔جسکو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ یہ تعلق ہو جائیگا وہ گن کے نیکیاں نہیں کرے گا۔حدیث قدسی ہے کہ "اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو بندہ ہر وقت میری حمد و ثناء میں لگا رہے یہاں تک کہ اُسے اپنی مطلب کی دُعا مانگنے کی بھی فرصت نہ رہے تو میں اُسکو تمام مانگنے والوں سے بہتر چیز دونگا۔یعنی بِن مانگے اسکے سارے کام کر دوں گا۔اسکی ایک چھوٹی سی مثال دیتی ہوں کہ ایک ماں ہے،اسکا ایک چھوٹا سا بچہ ہے۔کوئی بیٹھا اس کے بچے کو کھلا رہا ہے،پلا رہا ہے،اسکی حفاظت کر رہا ہے۔ایک اور خاتون ہے وہ بچے کی ماں کو کہتی ہے باجی 500روپے دے دیں۔بتائیں وہ"باجی"کس کو پیسے دے گی؟اُسکو جو اُس

کے بچے کی دیکھ بھال کر رہی یا پھر اُسکو جو بغیر کچھ کیئے مانگ رہی ہے۔یقیناً بچے کی حفاظت کرنے والی کو دے گی۔ اللہ کے لیئے کوئی مثال نہیں ہے۔ایک وہ انسان ہے جو اللہ سے مانگ رہاہے اور ایک وہ ہے جو اللہ کے دین کی حفاظت کر رہاہے۔جو اللہ کے دین کی حدوں کی حفاظت کریگایا جو بیٹھ کر مانگ رہا ہے۔اللہ تو دونوں کو مایوس نہیں کرتا۔جب ہمارا پڑھنا، پڑھانا، سیکھنا، سکھانا اس مقصد سے ہوتا ہے کہ لوگوں کو اللہ کا دین صحیح سمجھ آجائے تو ایمان ہے کہ اللہ بن مانگے دیتاہے۔اور اللہ کے وعدے سچے ہیں۔ صحیح بُخاری اور مسلم کی روایت میں اللہ کے نبی کا ایک عمل آتاہے کہ جب آپکو کوئی تکلیف یا پریشانی ہوتی تو اُس وقت آپؐ ہاتھ اُٹھا کے کیا کہتے "لِاِلٰہَ الا اِللہ۔۔۔کیا مانگا؟ ایک دفعہ بھی یہ نہیں کہا کہ "فاطمہؓ" کا پیٹ بھوکا ہے اسے کھانا دے دے۔صرف اور صرف اللہ کی تعریف کی۔ ایک معروف کلمہ جو ہم سب بڑی محبت سے مانگتے ہیں "لااِلٰہَ اِلاَانت َسبحانَکَ انی کنت من الظالمین۔۔ہم کیا مانگ رہے ہیں؟ کچھ بھی نہیں۔۔یا اللہ تیرے سوا کوئی نہیں۔اللہ کی ذات کی معرفت اور اپنی بے بسی کا اقرار۔ حضرت عائشہؓ نے نبی کریمؐ سے کہا کہ اگر میں لیلۃ القدر پالوں تو کیا مانگوں؟ کہہ سکتے تھے عائشہؓ بیٹا مانگ لے۔بیٹا نہیں تو بیٹیاں ہی مانگ لے۔دو دو مہینے چولھا نہیں جلتا تو کھانا مانگ لے۔کہا نہیں! عائشہؓ اگر تجھے لیلۃُ القدر نصیب ہو تو مانگ؛ اللھم انک تحب العفو فاعف عنی۔۔اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے۔تو معافی کو پسند کرتا ہے۔مجھے بھی معاف کر دے۔

حضرت موسیٰ جب مدین گئے تو کیا مانگا رَبِّ اِنِّیۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ

"پروردگار، جو خیر بھی تو مجھ پر نازل کر دے میں اس کا محتاج ہوں"

حضرت زکریا کی کیا دُعا تھی۔ وَّلَمۡ اَکُنۡۢ بِدُعَآئِکَ رَبِّ شَقِیًّا

(میں کبھی تجھ سے دعامانگ کرنامراد نہیں رہا)۔ یہ ایک تعلق ہے۔ہم نے دُعاکورسمی کلامی چیز بناکر رکھ دیاہے۔جنت میں وہی "سبحان اللہ کہ سکیں گے جن کے دل میں اللہ کی بڑائی ہو گی۔جو اپنے ہی گُن نہیں گاتے رہیں گے۔بلکہ اللہ کے گُن گاتے ہیں۔ وَ تَحِيَّتُهُمۡ فِيۡهَا سَلٰمٌ‌ۚ۔وقتِ ملاقات اللہ کو جا کے کیا کہیں گے۔hi,bye۔اگر سلام کی عادت ہو گی تو جنت میں جاکے بھی سلام کریں گے۔انکا شعار ہی سلام تھا۔کس کو سلام کہیں گے؟ جنتی آپس میں ایک دوسرے کو سلام کہیں گے۔فرشتے جنتیوں کو سلام کہیں گے۔اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی سلام آئے گا۔سورۃ یٰسین میں آتا ہے

سَلٰمٌ ۗ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِيۡمٍ (ربِ رحیم کی طرف سے سلام ہے)

دنیامیں بعض لوگوں کو سلام اتنابھاری لگتاہے کہ اُلٹے سیدھے لفظ بولتے ہیں۔آج ہم مسلمانوں سے غیروں کی خوشبو آنے لگی ہے۔اپنے اسلام پر شرمندہ ہیں اور دوسروں کے hi,bye پہ فخر ہورہاہے۔

وَاٰخِرُ دَعۡوٰٮهُمۡ اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ آخری پُکاریہ ہو گی کہ ساری تعریفیں ربُ العلمین کے لئیے ہیں۔یہ کلمہ آپ سورۃ الاعراف میں بھی پڑھ چکے ہیں۔جنتیوں کا آخری کلمہ۔"الحمدُللہ" پہنچ گئے۔جس نے زندگی میں الحمد کی ہو گی یہ اُسی کی زبان کی بات ہے۔سو کے اُٹھے تو۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔آئینہ دیکھنے سے پہلے کیا کیا۔۔۔۔۔۔باتھ روم میں جانے کی دعا۔نکلنے کی دعاپڑھ لیں۔۔۔۔کسی کو مصیبت میں دیکھا۔۔۔۔چھینک آئی تو الحمدُللہ، نماز شروع کی تو الحمدُللہ، رکوع سے اُٹھے تو۔۔۔۔۔ایسے لگتاہے جنتیوں کی زبانوں پہ دنیامیں ہی "الحمد" کے لفظ ہوتے ہیں۔کوئی پوچھتا ہے کیاحال ہے، کہتے ہیں الحمدللہ، کچھ کھایاہے "الحمدللہ" اب طبیعت کیسی ہے "الحمدللہ" یہ تو اللہ کے گُن گارہے ہیں۔الحمد تو پورے دین کا خلاصہ ہے۔حدیث میں آتاہے، صحیح مسلم کی روایت ہے کہ

جنتیوں کی زبان پر تسبیح اور تحمید یعنی الحمد کہنا ایسے الہام کر دیا جائیگا جیسی دنیامیں تم سانس لیتے ہو۔
جب بندہ اللہ کی طرف جُھکتاہے تو پھر اُسے اپنی ذات بہت چھوٹی لگتی ہے۔

ہم ضرور اپنا جائزہ لیا کریں۔ اپنے جملوں کو دیکھا کریں۔ اسی لیئے اللہ تعالیٰ پھر اگلی آیتوں میں انسان کو اسکی کچھ کیفیات دِکھاتا ہے کہ انسان کتنا تھوڑے دل کا ہے کہ خوشی بھی نہیں برداشت کر سکتا اور غم بھی نہیں برداشت کر سکتا۔ اسکو پتہ ہی نہیں کہ میرے حق میں بُرا اور بھلا کیا ہے۔